

سونے اور چاندی پر زکوٰۃ میں مقادیر کا فرق اور فقہی مسائل
قرآن و سنت کے تناظر میں ایک تحقیقی مقالہ

Metamorphoses in the amount of Zakat on gold and silver: A Jurisprudential Research in the context of Qur'an and Sunnah

1. Muhammad Akram bin Muhammad Bakhsh

Senior Research Scholar of "Baitul Quran" Lahore, Pakistan

2. Dr. Muhammad Samiullah

Assistant Professor Islamic Thought & Civilization
University of Management & Technology, Lahore
[Correspondent Author]

3. Nafees Ahmad bin Muhammad Yousaf

Senior Research Scholar of "Baitul Quran" Lahore, Pakistan

Abstract

In this article, jurisprudential issues have been deduced from the difference between the values of Zakat on gold and silver. Applied and qualitative research has been done in this article. Gold and silver coins have disappeared in the present era and have been replaced by paper notes. The question is under which syllabus should the Zakat on paper currency be collected, according to the syllabus of gold or according to the syllabus of silver? In this research, it has been clarified that the Shari'ah has prescribed 7.5 tolas of gold and 52 tolas of silver. Most of the scholars are of the opinion that the syllabus of Zakat should be fixed from silver, because Proven. The second reason is that the silver syllabus is more useful for the poor, while other scholars are of the opinion that in the present age the syllabus of Zakat should be measured by gold, because there is instability in the price of silver. Historians state that the dinar was equal to 10 dirhams in the time of the Prophet, 12 dirhams in the last period of the Umayyad period and 15 dirhams in the time of the Abbasids has been stable. If we compare the amount of Zakat with other sources, then Zakat on 5 camels, Zakat on 40 goats, Zakat on 5 Wasq of dates or raisins, then we will know that even in this era, gold is the closest to all the courses of Zakat, so it is appropriate. That is to say, in the present age, we should make gold the basis for determining the syllabus of Zakat.

Keywords: Zakawt, Islamic Jurisprudence, paper currency, Metamorphoses of Zakawt,

1. تمہید

سونے اور چاندی دونوں ایسی قیمتی، نادر اور نفیس اشیاء ہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان دونوں اشیاء کو بنی نوع انسان کے لیے اس قدر مفید بنایا ہے کہ انسانیت کی آغاز آفرینش سے انسانی معاشرے میں زرنقہ اور قیمت اشیاء کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ اس لیے شریعت اسلامیہ نے ان دونوں معدنی اشیاء کو فطری طور پر افزائش پذیر دولت (مال نامی) قرار دیا ہے اور ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔ خواہ یہ زرنقہ کی صورت میں ہوں یا ان کے پترے اور تختیاں بنائی گئی ہوں یا ان کے برتن اور قیمتی اشیاء یا زیورات بنالیے گئے ہوں۔ جب کہ عورتوں کے زیورات جو کہ زینت کے لیے بنائے گئے ہوں ان پر زکوٰۃ میں فقہی اختلاف ہے۔

اس مقالہ میں سونے اور چاندی کی مقدار میں فرق پر بحث کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

- i. زر نقد کی زکوٰۃ اور اس کی شرائط
- ii. کاغذی نوٹوں پر زکوٰۃ
- iii. فقہی مسائل

1.2 زر نقد کا عمل اور اس کا ارتقا

انسان اپنی ابتدائی زندگی میں زر نقد سے آشنا نہ تھا اس لیے لوگ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اشیاء کا تبادلہ کیا کرتے تھے، جس کے پاس جو چیز ضرورت سے زائد ہوتی وہ حاجت مند کو دے کر اس سے اپنی ضرورت کی چیز لے لیتا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسا سسٹم ابتدائی معاشرے کے لیے تو کافی تھا مگر بڑھتی ہوئی آبادی اور نظام زندگی کے لیے اتنا فعال نہ تھا، جب اس طریقے سے معاملے میں تاخیر اور محنت اور وقت کی زیادتی بھی ہوتی تھی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نظام میں قیمتوں کا ٹھہراؤ بھی ممکن نہیں تھا۔

اس ابتدائی دور کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان پر احسان فرمایا اور اسے تبادلہ اشیاء کی جگہ زر نقد استعمال کرنے کی طرف متوجہ کیا تو انسان اس کو ذریعہ معاملات اور منافع اشیاء اور محنت کی تقویم یعنی قیمت متعین کرنے کا پیمانہ بنا لیا۔ اس طرح تبادلہ اشیاء آسان ہو گیا اور انسانوں کے درمیان معاملات بڑی سہولت سے طے پانے لگے۔¹

بعد ازاں نقد زر مختلف ارتقائی مراحل سے گزرتے رہے تا آنکہ نفیس ترین معدنی اشیاء سونے اور چاندی تک پہنچ گئے اور انسان نے ان کو زر نقد کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔ اور انسان اس حقیقت سے آشنا ہو گیا کہ ان معدنی اشیاء میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں رکھی ہیں۔ مثلاً: سونا اور چاندی ایک ہی حالت میں رہتے ہیں اور ان کو زنگ نہیں لگتا ان کی قیمت میں بھی استحکام رہتا ہے اور ان کو چھوٹے چھوٹے اجزائیں تقسیم کیا جاسکتا ہے اور ان کی قیمت میں کمی واقع نہیں ہوتی، ان میں ملاوٹ دشوار، فوراً آواز سے پہچان لی جاتی ہے اور کافی مقدار میں بھی میسر ہے۔

1.3 بعثت محمدی ﷺ کے وقت زر نقد کی حالت

محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت عرب اس زر نقد (سونا اور چاندی) کو استعمال کر رہے تھے، سونا ان کے ہاں دینار کی شکل میں اور چاندی درہم کی شکل میں موجود تھی۔ سونے کے دینار عرب میں پیشتر بازنطینی روم سے اور چاندی کے درہم ایران سے آیا کرتے تھے۔ اور ان درہم کے مختلف اوزان ہوا کرتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ جاہلیت میں کے دور میں اہل مکہ ان سے گن کر لین دین نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے اوزان سے معاملہ کیا کرتے تھے۔ اہل عرب کے اوزان میں ایک وزن، رطل ” تھا جو بارہ اوقیہ کا ہوتا تھا۔ اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا اور ایک نش بیس درہم کا یعنی نصف اوقیہ کا اور ایک نواۃ پانچ درہم کا ہوتا تھا۔²

رسول اللہ ﷺ نے ان پیمانوں کو برقرار رکھا ہے اور فرمایا کہ اہل مکہ کے اوزان ہی جاری رکھے جائیں اور آپ ﷺ نے دینار اور درہم پر زکوٰۃ بھی مقرر فرمائی گویا کہ آپ ﷺ نے سونے چاندی کو شرعی زر نقد تسلیم فرما کر ان پر بہت سے احکام جاری فرمائے جن کا تعلق تجارتی اور مدنی امور سے ہے جیسے سود کے احکام اور کچھ احوال شخصیہ سے متعلق ہیں جیسے مہر اور کچھ قانون عقوبات criminal law سے متعلق ہیں جیسے چور کا تھکاٹھا اور دیتوں کا حکم اور بعض قانون مال سے تعلق رکھتے ہیں جیسے زکوٰۃ۔

2. نقد میں زکوٰۃ کے واجب ہونے کے دلائل۔

کتاب و سنت اور اجماع امت سے نقد زر (سونے اور چاندی) پر زکوٰۃ واجب ہے، فرمان الہی:

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَخْبَارِ وَالرُّبَائِنِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ
الدِّبَابَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۗ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝۳۴ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارٍ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ
وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۗ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝۳۵) ³

”مومنو! (اہل کتاب کے) بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور (ان کو) راہ خدا سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کے رستے میں خرچ نہیں کرتے۔ ان کو اس دن عذاب الیم کی خبر سنا دو جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا۔ پھر اس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) کہ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو“

ان آیات میں اس امر پر شدید تشبیہ کی گئی ہے کہ جملہ سونا اور چاندی حق اللہ ہیں اور لہٰذا نفقو نہا سے اس امر کی جانب اشارہ ہے کہ سونے اور چاندی سے اُن کے نفقود (سکے) مراد ہیں۔ کیونکہ خرچ کرنے کے لیے ہی سونے اور چاندی کو نفقود کی شکل میں تیار کیا گیا ہے اور یہی بلا واسطہ تعامل Transaction کا ذریعہ ہے۔ نیز لہٰذا نفقو نہا فرمایا ہے لہٰذا نفقو نہا نہیں فرمایا کیونکہ یہاں جو ضمیر راجع ہے وہ اس حیثیت میں ہے کہ یہ دونوں نفقود ہیں۔

جہاں تک آیت بالا میں وارد و عید کا تعلق ہے تو وہ دو باتوں کے بارے میں ہے۔ ایک سیم و زر کی ذخیرہ اندوزی کرنا اور دوسرا یہ کہ ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ زکوٰۃ نادرہ نہ ہی راہ خدا میں خرچ نہ کرنے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو صاحب کنز اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا روز قیامت اسے نار جہنم میں جلا یا جائے گا۔⁴

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کو بحرین رو انہ کیا تو آپ ﷺ نے انہیں تحریر کیا کہ: چاندی کے دو سو درہم پر چالیسواں حصہ اور اگر ایک سو نوے درہم ہوں تو کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ مالک از خود دینا چاہے اور جہاں تک اس اجماع کا تعلق ہے تو مسلمان فقہاء دور میں اس امر پر متفق رہے ہیں کہ نقدین پر زکوٰۃ ہے۔⁵

2.1 زر نقد پر وجوب زکوٰۃ کی حکمت:

نقد متحرک اور متداول رہتے ہیں اور ان کی گردش سے وہ تمام افراد مستفید ہوتے ہیں جو اس کے تداول میں شریک ہوں اور ان نقد کو روک لینے سے عمل میں ٹھہراؤ پیدا ہوتا ہے اور بے کاری بڑھتی ہے۔ اور کساد بازاری کو فروغ ملتا ہے۔ اس طرح ہر سال نقد مال پر زکوٰۃ کے وجوب سے خواہ اس مال کو مالک نے نفع بخش کاموں میں لگایا ہو یا نہ لگایا ہو مال کے کنز بنا کر رکھنے اور نقد کو روک رکھنے کا سد باب ہو جاتا ہے۔ اور یہ اقتصادیات کا وہ روگ ہے جسے دور کرنے کے بارے میں ماہرین اقتصادیات بہت پریشان رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض ماہرین اقتصادیات نے یہ رائے بھی دی ہے کہ کرنسی نوٹوں پر ان کی تاریخ اجرا اور تاریخ منسوخ لکھ دی جائے تاکہ ایک مدت کے بعد وہ خود بخود منسوخ ہو جائے اور ان کی مالیت ختم ہو جائے۔⁶

بعض مغربی اقتصادی ماہرین نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ نقد کرنسی نوٹ رکھنے والے پر ہر ماہ ٹیکس لگایا جائے تاکہ ہر شخص کو شش کرے کہ اسے ٹیکس نہ دینا پڑے تو اس طرح کرنسی کی گردش میں تیزی اور وسعت پیدا ہوگی۔

یہ تمام مجوزہ طریقے یا نفاذ العمل طریقے کافی دشواریوں کے حامل ہیں۔ بہر حال نقد کے بارے میں اسلامی طریقہ کار انتہائی سادہ اور عام فہم ہے۔ اور اس سے کتنا زیادہ سادہ باب بھی ہو گیا ہے۔ کہ اڑھائی فیصد سالانہ زر نقد پر زکوٰۃ فرض کر دی جس کا فائدہ یہ ہو گا کہ وہ زر کو منافع بخش کاموں میں لگائے اور اس سے مستقل آمدنی حاصل کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو زکوٰۃ مال کو کھائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ یتیم کے مال کو تجارت میں لگانے کی ترغیب دی گئی تاکہ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں ختم نہ جائے۔

زر نقد پر لازم شرح زکوٰۃ پر فقہائے امت کا اجماع ہے کہ چاندی پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔

یاد رہے کہ زر نقد میں زکوٰۃ اصل راس المال پر ہوتی ہے خواہ اس میں افزائش ہو یا نہ ہو منافع ہو یا نہ ہو۔

3. کیا دور حاضر میں ان مقادیر میں اضافہ کیا جاسکتا ہے؟

بعض محققین نے یہ رائے دی ہے کہ اسلام کے آغاز میں زکوٰۃ کی مقررہ مقدار جدید معاشرے کی ضروریات کے لیے ناکافی ہے۔ کیونکہ آج کے اقتصادی حالات میں بڑے انقلابات آچکے ہیں اب اس مسئلہ پر نئے نئے غور و فکر کی ضرورت ہے اور حکومت وقت ضرورت اور حالات کے پیش نظر اس شرح میں اضافہ کر سکتی ہے۔⁷

یہ رائے درج ذیل دلائل کی وجہ سے غلط ہے۔

3.1 یہ رائے رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ صحیح احادیث اور خلفائے راشدین کی سنت کے خلاف ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سنت نبوی ﷺ کو اور سنت صحابہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور اس کی مخالفت سے ڈریں۔

اللہ تعالیٰ کا رشا و مبارک ہے۔

(فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٥٣) ⁸

”تو جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو“

3.1.1 یہ رائے امت اسلام کے اجماع کے خلاف ہے اور چودہ سو سال ہر طرح کے اقتصادی تغیرات اور سیاسی اختلافات کے باوجود یہ اجماع چلا آ رہا ہے اور مختلف ادوار میں امت مسلمہ داخلہ اور خارجی مصائب سے دوچار ہو چکی ہے اور خلفاء اور امرائے دور میں کئی مرتبہ خزانے خالی ہو چکے ہیں اور امت کو شدید مالی دشواریاں پیش آچکی ہیں مگر ان سب باتوں کے باوجود کبھی کسی فقیہ نے یہ نہیں کہا کہ شرح زکوٰۃ میں اضافہ جائز ہے۔

3.1.2 اس اجماع کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ فقہائے کرام کے مابین عہد قدیم سے یہ اختلاف موجود ہے کہ علاوہ زکوٰۃ کے اسلامی حکومت کوئی حق وصول کر سکتی ہے۔ اگر زکوٰۃ کی مقررہ شرح ثابت اور باقی قابل تغیر نہ ہوتی تو اس اختلاف کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اس اختلاف سے یہی تو پتہ چلا ہے کہ زکوٰۃ کی شرح ثابت اور غیر متغیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سوال پیدا ہوا کہ زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور ٹیکس وصول کیا جائے۔

3.1.3 فقہاء میں سب سے زیادہ قیاس کا استعمال فقہائے احناف کے ہاں ہوتا ہے۔ مگر وہ بھی کہتے ہیں کہ مقداروں کے بارے میں قیاس موثر نہیں ہے۔ کیونکہ تقدیر اور تحدید صرف شارع کا حق ہے۔ جو کہ رسول اللہ ﷺ نے مقرر کر دی ہیں جب مقداروں میں قیاس موثر ہی نہیں تو نص اور اجماع سے ثابت شدہ مقداریں قیاس سے کیونکر تبدیل ہو سکتی ہیں۔

3.1.4 زکوٰۃ کے تمام پہلوؤں میں یہ پہلو سب سے اہم ہے کہ وہ ایک دینی فرض ہے اور دینی فرائض میں ثبات اور پختگی ہوتی ہے۔ زکوٰۃ بالا اجماع ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے اور اسلام کی عظیم بنیادوں میں سے ایک اساس ہے۔ اگر اجتماعی حالات اور اقتصادی تغیرات کی وجہ سے اس کی مقداروں میں تغیر کیا جاتا تو اس میں ثبات اور پختگی کی صفت باقی نہ رہے گی۔ اگر ایسا ہوتا تو زکوٰۃ حکومتوں کی خواہشات کی جھینٹ چڑھ جائے گی کسی حکومت میں 20 فیصد زکوٰۃ وصول ہوگی تو کسی حکومت میں 30 فیصد۔ حالانکہ شریعت کا منشا یہ ہے کہ ہر دور میں ہر جگہ اور ہر مقام پر اسلامی فرائض مسلمانوں میں ایک اور یکساں رہیں اور یہی درحقیقت امت مسلمہ کی بنائے وحدت ہے۔

3.1.5 پھر جس چیز میں زیادتی ممکن ہو اس میں کمی بھی کی جاسکتی ہے۔ اور بالکل ختم بھی کی جاسکتی ہے۔ یعنی اگر کسی حکومت میں فروانی آجائے تو وہ کیا زکوٰۃ کو کم کریں یا بالکل ختم کر دیں۔ اس کی حیثیت اور معنویت ختم ہو جائے گی حالانکہ زکوٰۃ ایک اسلامی عبادت ہے جو کہ حکمرانوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ جائے گی۔

3.1.6 اگر ایک مرتبہ اسلامی ارکان میں رد و بدل کا دروازہ کھل گیا اور احکام شرعی میں تغیر و تبدل کیا جائے لگا تو اس سے تمام احکام میں تبدیلی کی جانے لگے گی۔

3.2 زکوٰۃ کا نصاب

صحیح البخاری اور صحیح المسلم کی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ جابر □ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :
پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے۔⁹

مشہور نصوص اور امت مسلمہ کے اجماع کے مطابق ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور پانچ اوقیہ 200 درہم کے مساوی ہوگا۔¹⁰

اس لیے مشہور احادیث میں فرض زکوٰۃ اور اس کی مقداروں کے بیان میں صرف درہم کا ذکر ملتا ہے فقہاء میں سے کسی نے بھی اس کے خلاف رائے نہیں دی۔

جہاں تک سونے کے سکوں کا تعلق ہے تو اس کے نصاب کے لیے اتنی قوی احادیث موجود نہیں ہیں یہی وجہ سے سونے کی زکوٰۃ کے بارے میں ایسا اجماع نہیں ہے جیسا کہ چاندی کے نصاب پر ہے۔

بہر حال سونے جمہور فقہاء کے نزدیک سونے کا نصاب چالیس دینار ہے۔

اس امر کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ تاریخی لحاظ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ عہد نبوت میں دینار دس درہم میں تبدیل ہوا کرتا تھا۔¹¹ صحابہ کرام کے عہد سے لے کر امت کا عمل بھی اس کی تائید میں ہے کہ اور تقریباً اس پر اجماع ہے۔ حضرت انس \square سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے مجھے صدقات کا والی بنایا اور مجھے حکم دیا کہ میں بیس دینار پر نصف دینار راور چالیس دینار پر ایک دینار زکوٰۃ وصول کروں۔¹² غرض آئمہ تابعین، شعبی، ابن سیرین، ابراہیم، حسن، حکم بن عتیبہ اور عمر بن عبدالعزیز سے یہی مروی ہے۔

3.3 درہم اور دینار کی شرعی مقادیر۔

ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ چاندی کا نصاب زکوٰۃ 200 درہم اور سونے کا بیس دینار ہے اب ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ شریعت کی نظر میں درہم اور دینار کی حقیقی مقدار کیا ہے۔ اور آج اس کے مساوی کتنی رقم نصاب زکوٰۃ قرار پائے گی۔ بہت سے متقدمین اور متاخرین نے اس موضوع پر کلام کیا ہے۔ مثلاً ابو عبید نے الاموال میں بلاذری نے فتوح البلدان میں خطابی نے معالم السنن میں الماوردی نے الاحکام السلطانیہ میں النووی نے المجموع میں المقریزی نے النقود القدیمرہ الاسلامیہ میں اور ابن خلدون نے مقدمہ میں اس پر کلام کیا ہے۔ ان تمام آئمہ کی تحقیقات کا خلاصہ بن خلدون نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

عہد صحابہ اور تابعین میں اس امر پر اجماع ہے کہ درہم شرعی وہ ہے جس کے دس کا وزن سات مثقال سونے کے برابر ہو اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے یعنی اس حساب سے اوقیہ سترہ دینار کا ہو یا خالص سونے کے مثقال کا وزن درمیانی جو کے 72 دانے اور درہم سے جو مثقال کا سترہواں حصہ ہے 55 دانوں کا ہوتا ہے۔ ان مقداروں پر اجماع ہے۔ دینار جو کہ ایک مثقال سونے کا ہوتا تھا مشہور یہی ہے کہ جاہلیت میں اور عہد اسلام میں اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

اس امر پر اتفاق ہے کہ ان اوزن کے نقود پر اجماع ہے اور خلیفہ اموی عبدالملک بن مروان کے عہد سے یہ تمام ممالک میں پھیل گئے اور اس کے عہد میں جو درہم پائے جاتے تھے ان میں بڑا درہم آٹھ دانق کا ہوتا اور چھوٹا درہم چار دانق کا ہوتا۔ اس نے ان دونوں کو ایک کر کے 6 دانق کا درہم بنادیا۔ اور جب اُس نے مثقال کا تجربہ کیا تو معلوم ہوا کہ مثقال اسی ہمیشہ کے سابق وزن پر موجود ہے۔ کہ 6 دانق وزن کے 10 درہم سات مثقال بنتے ہیں تو اس نے اسے اسی طرح رہنے دیا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

4. عہد جدید میں نصاب زکوٰۃ سونے سے طے کیا جائے یا چاندی سے؟

شارح نے سونے اور چاندی کا نصاب الگ الگ متعین کیا ہے۔ دور جدید میں اس بات کا احتمال نہیں رہا ہے کہ سونے کا نصاب زکوٰۃ علیحدہ ہو اور چاندی کا نصاب زکوٰۃ جدا ہو اس لیے کہ اب ساری دنیا میں لوگوں کے درمیان لین دین کاغذی کرنسی سے ہوتا ہے۔ اب لوگوں کو اس بات کا اتفاق تک نہیں ہوتا کہ وہ دہات کے سکے دیکھیں یا مخصوص سونے کے، اس لیے اب اس قدیم بحث کی گنجائش نہیں رہی ہے۔ کہ ان میں سے ایک نصاب دوسرے نصاب میں ضم کیا جاسکتا ہے کہ نہیں۔ بلکہ اب تو ضم کرنا ایک امر لازم بن چکا ہے اب اصل بحث اس موضوع پر ہونی چاہیے کہ دونوں نقود سونے اور چاندی میں سے کس نصاب زکوٰۃ کا تعین کیا جائے۔ یعنی وہ تو نگری (غنی) جس سے زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اس کی ابتدائی حد کیا ہے؟

اس صورت میں کہ شارح نے سونے اور چاندی کا الگ الگ نصاب متعین کیا ہے۔ کیا ہم چاندی سے نصاب زکوٰۃ کی تحدید کریں، اکثر معاصر علما کی یہی رائے ہے اور اس کی دو وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ چاندی کے نصاب پر اجماع ہے اور مشہور اور صحیح سنت سے ثابت ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ چاندی کا نصاب فقرا کے حق میں زیادہ مفید ہے کہ اس سے مسلمانوں کی زیادہ بڑی تعداد پر زکوٰۃ لازم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مصر میں 20 ریال سے کچھ زائد نصاب زکوٰۃ کا اندازہ ہے۔ اور سعودی عرب اور خلیج کی امارات میں 50 ریال کا اندازہ ہے۔ اور 50 سے کچھ زائد یا 60 کا اندازہ پاکستان اور ہندوستان کا ہے۔ جبکہ بعض دیگر علما کی رائے یہ ہے کہ آج کل نصاب زکوٰۃ کا اندازہ سونے سے ہونا چاہیے، اس لیے کہ چاندی کی قیمت میں عہد نبوت کے بعد سے بہت زیادہ فرق آچکا ہے۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ اولادینار 10 درہم کے مساوی ہوا کرتا تھا عہد اموی کے آخری دور میں 12 درہم کے مساوی ہو گیا اور عہد عباسی میں 15 درہم کے مساوی ہو گیا۔¹³ کیونکہ تمام ایشیا کی طرح چاندی کی قیمت بڑھتی رہی ہے اور جبکہ سونے کی قیمت کافی حد تک مستحکم رہی ہے۔ اور زمانے کے اختلاف سے سونے کے سکوں کی قیمت میں فرق نہیں آیا اور سونا ہر زمانے میں ایک ہی اندازے کا حامل رہا ہے۔

راقم کو بھی یہ بلحاظ دلیل زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے اس لیے اگر مذکورہ اموال زکوٰۃ کو موازنہ کر کے دیکھا جائے کہ پانچ اونٹوں پر زکوٰۃ ہے اور 40 بکریوں پر زکوٰۃ ہے۔ 5 وسق کھجور یا کشش پر زکوٰۃ ہے تو ہمیں معلوم ہو گا کہ اس عہد میں زکوٰۃ کے تمام نصابوں سے قریب سونا ہے، چاندی نہیں ہے۔ آج مورخہ یکم اکتوبر 2021 بمطابق 21 صفر المظفر 1445ھ سونے کی مالیت فی تولہ پاکستانی کرنسی میں 114500 روپے فی تولہ ہے اور 7.5 تولے کی قیمت: 858750 روپے بنتی ہے۔ جبکہ ایک اونٹ 170000 روپے تک مل رہا ہے تو کل 5 اونٹوں کی کل قیمت: 850000 روپے ہے۔ اس کے مقابلے میں چاندی ایک تولہ 1400 روپے اور 52 تولے چاندی کی کل قیمت: 72800 روپے بن رہی ہے جو کہ سونے اور اونٹوں کی قیمت کے مقابلے میں بہت کم ہے جبکہ سونا اور 5 اونٹ ساڑھے آٹھ لاکھ بن رہے ہیں۔ اسی طرح آپ باقی تمام نصابوں کی قیمت کا بھی اندازہ کریں تو معلوم ہو گا کہ تمام نصاب سونے کی قیمت کے قریب ہیں جبکہ چاندی عدم استحکام کی وجہ سے 700 گنا کم ہے۔

اس لیے مناسب یہی ہے کہ ہم اپنے اس عہد میں نصاب زکوٰۃ کی تقدیر کے لیے سونے کو اصل قرار دیں اگرچہ چاندی سے نصاب زکوٰۃ کے تقرر میں فقرا اور مستحقین کا مفاد ہے۔ مگر اس سے مال کے مالکین پر بوجھ بھی پڑتا ہے۔

ظاہر ہے کہ زکوٰۃ دہندگان صرف بڑے بڑے سرمایہ کار اور اغنیائیں ہوتے بلکہ امت مسلمہ کے عام افراد زکوٰۃ دہندگان ہیں۔

4.1 کاغذی نوٹوں پر زکوٰۃ

کاغذی نوٹ عصر حاضر کی دریافت ہیں اس لیے ہم یہ توقع نہیں کر سکتے کہ عملاسلف کی ان کے بارے میں کیا رائے ہمیں حاصل ہو البتہ یہ ضرور ہے کہ عصر حاضر کے علما نے جو فتاویٰ قدیم احوال کی اساس پر دیے ہیں ان کو ہم مد نظر رکھ سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض فتاویٰ تو بالکل سطحی اور بے روح ہیں۔ جن کی رو سے کاغذی نوٹ سے نقد ہی نہیں بلکہ نقد صرف سونا اور چاندی ہیں۔ اور اس لیے کاغذی نوٹوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

مصر کے مالکی مسلک کے مفتی شیخ علیش نے فتویٰ دیا کہ کاغذ کے نوٹ پر جس بادشاہ کی مہر ہو اور جسے درہم اور دینار کے طور پر معاملہ کیا جائے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔¹⁴ اسی طرح بعض شافعی فقہ نے بھی یہی فتویٰ دیا کہ کاغذی نوٹوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ تا آنکہ اس کی قیمت کا سونا اور چاندی نہ حاصل کر لیا جائے اور اس پر سال نہ گزر جائے۔ اس لیے کاغذی نوٹوں سے معاملہ شرعی لحاظ سے غیر صحیح حوالہ ہے کیونکہ اس میں ایجاب اور قبول موجود نہیں ہے۔¹⁵

لیکن صورت حال یہ ہے کہ یہ نوٹ لوگوں میں معاملات کی اساس بن چکے ہیں اور اب سونے اور چاندی کے سکوں کو دیکھ بھی نہیں پاتے۔ اگر وہ ہوتے بھی ہیں تو معمولی مقدار میں ہوتے ہیں۔

اور معاملات اور ثروت کی اساس یہی کاغذی نوٹ بن چکے ہیں اور قانونی اداروں کے اعتماد اور معاملات کی خوش اسلوبی سے روانی کی بنا پر یہ کاغذی نوٹ ایشیا کی قیمت قرار پا چکے ہیں۔ ان ہی نوٹوں سے مزدوریاں اور اجرتیں ادا کی جاتی ہیں اور تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں۔ اور جس شخص کے پاس جس قدر یہ کاغذی نوٹ ہوتے ہیں وہ اتنا ہی مالدار تصور کیا جاتا ہے۔ غرض ان کاغذی نوٹوں کو ضرور پوری کرنے اور تبادلاً کرنے اور کسب منافع کمانے میں وہی قوت حاصل ہے جو سونے اور چاندی کو حاصل ہے۔ اس لحاظ سے کاغذی نوٹ سونے اور چاندی کی طرح افزائش پذیر اور اموال نامیہ ہیں۔

غرض مالی اوراق بنک نوٹ پر درج ذیل چار اعتبارات سے زکوٰۃ لازم ہے۔

- i. اس لحاظ سے کہ دراصل ان نوٹوں کی مالیت کی ضمانت بنک کے ذمے ہوتی ہے اور یہ مال موجود اور مقبوض کی طرح ہوتے ہیں۔ اگر فقہ کے نزدیک بہر لحاظ معروف قرض کی طرح نہ ہو۔
- ii. ان نوٹوں کے متبادل مال بنک کے خزانے میں محفوظ ہوتا ہے۔ ان دونوں لحاظ سے ان نوٹوں پر بالاتفاق زکوٰۃ واجب ہونی چاہیے۔
- iii. ان پر اس لحاظ سے بھی زکوٰۃ لازم ہونی چاہیے کہ ان کی مالیت بنک کے ذمے قرض ہوتی ہے اور ان پر جیسا کہ امام شافعی کی رائے ہے کہ اس موجود قرض کی طرح ہونی چاہیے جس کا مقروض اقرار کرتا ہو۔
- iv. اس لحاظ سے بھی ان پر زکوٰۃ ہونی چاہیے کہ ان کی مالیت اس بات سے ثابت ہے کہ ان سے معاملات رواج پانچکے ہیں اور ان کو تمام دنیا ایشیا کی شمن کے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔

غرض نوٹوں پر زکوٰۃ از روئے قیاس ثابت ہے جس طرح کہ فلوس اور تانے پر لازم ہے۔

راقم کے نزدیک کاغذی نوٹوں کے بارے میں اسی آخری بات پر زیادہ اعتماد کرنا چاہیے کہ اب یہ کاغذی نوٹ ہی تبادلہ و تعامل کا ذریعہ بن چکے ہیں۔ اور اب یہ بھی ضروری نہیں رہا کہ ان نوٹوں کے بالمقابل بنک میں کوئی معدنی سرمایہ موجود ہو۔ اور نہ ہی بنک اس بات کا پابند ہے کہ وہ ان نوٹوں کے بدلے چاندی یا سونا ادا کرے۔ ان کاغذی نوٹوں کے ابتدائی دور میں جب عام لوگوں کو ان پر پورا اعتماد نہیں تھا۔ جیسا کہ ہر نئی شے کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس وقت ان نوٹوں پر زکوٰۃ کا قول قابل قبول ہو سکتا تھا۔ مگر بہر حال اب حالات بالکل تبدیل ہو چکے ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ہر ملک میں کاغذی نوٹ معدنی دولت کی جگہ لے چکے ہیں اور معاشرے میں قبول عام پانچکے ہیں۔ مہران ہی نوٹوں سے ادا ہو جاتا ہے۔ اور بلا اعتراض نکاح ہوتے رہتے ہیں اور ہر ایک شے کی قیمت ان ہی نوٹوں سے ادا کی جاتی ہے۔ اور کسی کو کوئی تامل نہیں ہوتا اور ہر کارکن، ملازم اور مزدور کی اجرتیں اور تنخواہیں ان ہی نوٹوں سے ادا کی جاتی ہیں۔ اور لوگ خوش ہو کر لیتے ہیں۔

5. حاصل بحث:

سونے اور چاندی کی مقدار میں فرق اور اس سے مستنبط ہونے والے فقہی مسائل درج ذیل ہیں:

- i. سونے اور چاندی کی مقدار شراہ نے مقرر فرما دی ہیں۔
- ii. ان مقدار کو کسی بھی صورت تبدیل نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ مقدار میں قیاس ممنوع ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی شریعت میں تبدیلی کے مترادف متصور ہوگا۔ اور اسلامی ارکان میں سے ایک رکن، ”زکوٰۃ“ کے ساتھ کھلواڑ تصور کیا جائے گا۔
- iii. دور حاضر میں کاغذی نوٹوں پر زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔
- iv. کاغذی نوٹوں پر سونے اور چاندی کا نصاب چالیسواں حصہ (اڑھائی فیصد) لاگو ہوگا۔
- v. دور حاضر میں کاغذی نوٹوں کا نصاب مقرر کرنے کے لیے سونے کو بنیاد بنایا جائے۔

حواشي

- 1 وافي على عبدالواحد الدكتور ، الاقتصاد السياسي ، ص 140، 144 ، ط خامسه . مرعى عبدالعزيز الدكتور، النظم النقدية والمصرفية ص: 11 ، 15-
- 2 المقریزی : رسالة النقود ،ضميمه النقود العربية ،نشر الاب الانستانس الكرملی ،ص25
- 3 التوبة 09 : 34 ، 35
- 4 البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة، أبو عبد الله ، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه، كتاب الزكوة ، باب اثم مانع الزكوة ، الحديث ١٤٠٣، ج ١، ص ٤٧٤ الناشر: دار طوق النجاة ، الطبعة الأولى 1422هـ
- 5 البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة، أبو عبد الله ، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه،
- 6 بَابُ زَكَاةِ الْغَنَمِ حديث: 1454 الناشر : دار طوق النجاة، الطبعة : الأولى 1422هـ
- 7 مرعى، عبدالعزيز، الدكتور، النظم النقدية والمصرفية ص 31 ، 581 ء
- 8 بنورى، محمد يوسف ، مولانا ، مقالة مجلة البعث الإسلامي ، جلد 12 عدد 3
- 9 النور 24 : 63
- 9 البخاري ، محمد بن إسماعيل، أبو عبد الله ، الجامع المسند الصحيح ، بَابُ زَكَاةِ الْغَنَمِ حديث: 1454 دار طوق النجاة، الطبعة الأولى 1422هـ
- 10 البغدادي ، القاسم بن سلام بن عبد الله ، أبو عبيد ، الهروي ، الاموال ص444 ، سنة النشر: 1428 هـ- 2007 ء
- 11 البغدادي ، القاسم بن سلام بن عبد الله ، أبو عبيد ، الهروي ، الاموال ص219 ، سنة النشر: 1428 هـ- 2007 ء
- 12 ابن حزم ، الأندلسي، على بن أحمد بن سعيد ، ابو محمّد ، المحلى ، ج 6 ص69
- 13 الخراج فى الدولة الإسلامية ص 347
- 14 عدوى، مخلوف، محمد حسنين، شيخ ،البيان فى زكوة الإيمان ، ص33
- 15 الفقه على المذاهب الأربعة ، الطبعة الثانية